١٣٢٥هـ

تيسير الماعون

للسكن في الطاعون

شيخ الإسلام إمام أهل السنة والجماعة العلامة المجدد

الإمام أحمد رضا خان الحنفي القادري البريلوي

١٢٧٢ - ١٣٤٠هـ

RIDAWI
رضا
PRESS

رسالہ نمبر	۱۵۲	فتاوی رضویہ کی جلد جس میں یہ رسالہ موجود ہے	۲٤

ضروري نوٹ

فتاوی رضویہ شریف کا دوسرا ایڈیشن علامہ مفتی عبد القیوم ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے شاگرد رشید علامہ حافظ عبد الستار سعیدی حفظہ اللہ تعالی کی سرپرستی میں رضا فاؤنڈیشن لاہور نے 30 ضخیم جلدوں میں شائع کیا تھا جس میں اعلیحضرت امام احمد رضا خان رضی اللہ عنہ کے 206 رسائل بھی شامل کر دئے گئے تھے۔ اس مطبوعہ فتاوی کا مصورۃ یعنی ڈیجیٹل Digital نسخہ (PDF) بھی بعض حضرات کی کاوشوں سے انٹرنیٹ پر فراہم کر دیا گیا ہے۔ اسی PDF سے یہ رسالہ ماخوذ ہے اور رضوی پریس نے محض اخراج کا کام کیا ہے۔ اللہ تعالی ان تمام علماء کرام اور ان کے معاونین کو جزائے خیر عطا فرمائے جن کی انتھک کوششوں کا نتیجہ تھا کہ فتاوی رضویہ کا جدید ایڈیشن منظر عام پر آیا۔ دعاؤں کے حقدار وہ حضرات بھی ہیں جن کے مساعی جمیلہ کے سبب فتاوی مبارکہ کے (PDF) تک ہر خاص و عام کی رسائی ہوئی جزاھم اللہ احسن الجزاء

RIDAWI
رضا
PRESS

تیسر الماعون للسکن فی الطاعون

۱۳۲۵ھ

(طاعون کے دوران گھر میں ٹھہرے رہنے والوں کیلئے بھلائی کو آسان کرنا)

www.alahazratnetwork.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مسئلہ ۸۵ تا ۹۳ از قصبہ نگرام ضلع لکھنؤ مرسلہ مولوی محمد نفیس صاحب ولد جناب محمد ادریس صاحب ۶ صفر ۱۳۲۵ھ

علمائے شریعتِ محمدیہ کا مسائلِ ذیل میں کیا حکم ہے:

(۱) طاعون کے خوف سے مقام خوف سے فرار کرنا کیسا ہے؟

(۲) درصورت جوازِ فرار حدیثِ فرار عن الطاعون (جو بخاری میں عبدالرحمٰن بن عوف سے مروی ہے) کے کیا معنٰی ہوں گے؟

(۳) درصورت عدمِ جواز فرار عن الطاعون کس درجے کی معصیت ہے، کبیرہ یا صغیرہ؟

(۴) گناہِ کبیرہ یا صغیرہ پر اصرار کرنے والا شرعاً کیسا ہے؟

(۵) طاعون سے جان کے خوف سے فرار کرنے والے یا فرار کی ترغیب دینے والے کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

(۶) درصورت عدمِ جواز فرار عن الطاعون، سے فرار کرنے والا اور ترغیب دینے والا ایک ہی درجہ میں معصیت کے مرتکب ہوں گے یا کم زیادہ؟

(۷) مسمّی ناقلِ طاعون سے فرار کو بمقابلہ حدیث حرمت فرار عن الطاعون جائز ہی نہیں بلکہ بلا دلیل شرعی احسن سمجھتا ہے شرعاً وہ کیسا ہے؟

(۸) بمقابلہ حدیث صحیح کے کسی صحابی کا قول یا فعل جو مخالف حدیث صحیح کے ہو کیا اصول احکام شریعت کے اعتبار سے قابلِ تقلید یا عمل ہوگا، قولی حدیث کے مقابلہ میں کیا صحابی کے فعل کو ترجیح دی جائیگی؟

(۹) بخیال حفظِ صحت بخوفِ طاعون طاعونی آبادی سے فرار کرکے اُسی کے مضافات میں یعنی آبادی سے کم وبیش ایک میل کے ایسے فاصلے پر چلا جانا جو آبادی کے اکثر ضروریات کو پُوری کرتا ہو جس کو فنا کہتے ہیں کیا داخل فرار عن الطاعون ہوگا جس کی ممانعت وحرمت حدیث عبدالرحمٰن بن عوف سے جو بخاری جلد رابع باب ما یذکر فی الطاعون میں مروی ثابت ہے اگر یہ خروج داخل فرار عن الطاعون ہوگا تو کیوں جبکہ بخاری جلد رابع باب اجر الصابر فی الطاعون میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے مروی ہے کہ اگر کسی کے گاؤں میں طاعون ہو اور وُہ اپنے شہر میں استقلال سے ٹھہرا رہے تو اس کو اجر شہید کا ہوگا، اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عبدالرحمٰن بن عوف کی حدیث میں شہر طاعون سے فرار کی ممانعت ہے نہ یہ کہ شہر طاعون کے اندر خروج نہ کیا جائے کیونکہ اگر شہر کے اندر بھی خروج کی ممانعت ہوتی تو حدیثِ عائشہ میں صرف استقلال فی البلد سے اجرِ شہادت نہ ہوتا بلکہ استقلال فی البیت سے ہوتا اور فنا میں نمازِ جمعہ کی اجازت سے معلوم ہوتا ہے کہ فنائے شہر بھی شہر ہے پس شہر میں خروج کرنا کیونکہ داخل فرار ہوگا کیونکہ بدلیل اجازت جمعہ در فنائے شہر شہر ثابت ہوچکا ہے اور فحوائے حدیث عائشہ سے شہر کے اندر خروج کی ممانعت ثابت نہیں ہوتی اور اگر یہ خروج میں داخل نہ ہوگا تو کیوں جبکہ مسافر کو موضع اقامت کی عمارات سے نکلنے پر فوراً قصر واجب ہوجاتا ہے جیسا کہ کتبِ فقہ سے ثابت ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ شہر کا اطلاق محض عمارات پر ہوتا ہے نہ کہ فنائے عمارات پر، اور اس صورت میں حدیثِ عائشہ کا یہی مفہوم ہوگا کہ شہر کی عمارات سے خروج نہ کیا جائے۔ پس احد الامرین کے اختیار کرنے سے دوسرے کا کیا جواب ہوگا، حدیثِ عائشہ کا صحیح مفہوم کیا ہوگا، صورت اوّل یا آخر، ہر ایک سوال کا جواب نمبروار مدلل ومفصل مع حوالہ کُتب عنایت فرمایئے۔ بیّنوا توجروا (بیان فرمایئے اجر پایئے۔ ت)

الجواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — اللہ تعالٰی کے بابرکت نام سے شروع جو نہایت

الحمد للہ الذی حمدہ للنجاۃ — رحم کرنے والا بیحد مہربان ہے، تمام خوبیاں اللہ تعالٰی

www.alahazratnetwork.org

من البلایا خیر ماعون ۔ وافضل الصلوٰۃ والسلام علی من جعلت شہادۃ امتہ فی الطعن والطاعون وعلیٰ اٰلہ وصحبہ الذین ھم لاماناتھم وعھدھم راعون ۔ فلا یفرون اذا لاقوا وھم فی اعلاء کلمۃ اللہ ساعون ۔ وللہ ورسولہ طواعون الی المعروف داعون وعن المنکر مناعون ۔

کے لئے ہیں کہ جس کی تعریف مصائب سے چھڑانے کے لئے زیادہ مفید ہے۔ افضل درود وسلام اس ہستی پر کہ جس کی امت کی گواہی (بطور سند) طعن اور طاعون میں رکھی گئی اور اس کی تمام آل اور تمام صحابہ پر جو اپنی امانتوں اور عہد کی رعایت کرنے والے ہیں اور وہ بھاگتے نہیں جبکہ دشمن سے ان کا آمنا سامنا ہو اور وہ اللہ کے کلمے کو بلند کرنے میں کوشاں رہتے ہیں اللہ تعالٰی اور اس کے رسول کے بہت فرمانبردار ہیں اور بھلائی کی دعوت دینے والے اور برائی سے روکنے والے ہیں۔ (ت)

طاعون سے فرار گناہِ کبیرہ ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

الفار من الطاعون کالفار من الزحف۔ رواہ الامام احمد[1] بسند حسن والترمذی وقال حسن غریب وابن خزیمۃ وابن حبان فی صحیحھما والبزار والطبرانی وعبد بن حمید عن جابر بن عبد اللہ واحمد بسند صحیح وابن سعد وابویعلٰی والطبرانی فی الکبیر وفی الاوسط وابونعیم فی فوائد ابی بکر بن خلاد عن ام المؤمنین الصدیقۃ رضی اللہ تعالٰی عنھم۔

طاعون سے بھاگنے والا ایسا ہے جیسے جہاد میں کافروں کے مقابلے سے بھاگ جانے والا۔ (امام احمد نے سند حسن سے اور امام ترمذی نے اس کو روایت کیا اور فرمایا حدیث حسن غریب ہے۔ ابن خزیمہ اور ابن حبان نے اپنی اپنی صحاح میں اس کو روایت کیا ہے۔ بزار، طبرانی اور عبد بن حمید نے حضرت جابر بن عبد اللہ کے حوالے سے نیز امام احمد نے سندِ حسن سے، ابن سعد، ابویعلٰی اور طبرانی نے الکبیر اور الاوسط میں اور ابونعیم نے ابوبکر بن خلاد کے فوائد میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کے حوالہ سے اسے روایت کیا ہے۔ (ت)

اور اللہ عزوجل جہاد میں کفار کو پیٹھ دے کر بھاگنے والے کی نسبت فرماتا ہے:

فقد باء بغضب من اللہ وماوٰہ جھنم

وہ بیشک اللہ کے غضب میں پڑا اور اس کا ٹھکانا

---

[1] مسند امام احمد بن حنبل عن عائشۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۶/ ۸۲، ۱۴۵، ۲۵۵

الزواجر عن اقتراف الکبائر الکبیرۃ التاسعۃ والتسعون بعد الثلاثمائۃ دار الفکر بیروت ۲/ ۸۸ - ۲۸۷

www.alahazratnetwork.org

وبئس المصیر[1]

دوزخ ہے اور کیا بُری جائے بازگشت ہے۔

امام ابن حجر مکی زواجر عن اقتراف الکبائر میں فرماتے ہیں:

الکبیرۃ التاسعۃ والتسعون بعد الثلثمائۃ الفرار من الطاعون[2]

تین سو کبیرہ گناہوں کے بعد ننانوے نمبر پر طاعون سے بھاگنا کبیرہ گناہ ہے (ت)

اُسی میں بعد ذکر حدیث مذکور بتخریج ترمذی وابن حبان وغیرہما فرمایا:

القصد بھذا التشبیہ انما ھو زجر الفار والتغلیظ علیہ حتی ینزجر ولا یتم ذٰلک الا ان کان کبیرۃ کالفرار من الزحف[3]

اس تشبیہ سے مقصود طاعون سے بھاگنے والے کی سرزنش اور اس پر سختی کرنا ہے تاکہ وہ اس سے باز آجائے، اور یہ بات اس کے کبیرہ گناہ ہونے کے بغیر پوری نہیں ہوسکتی جیسے جنگ سے بھاگنا۔ (ت)

مولانا شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالٰی شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں:

ضابطہ در وبار ہمیں ست کہ در انجا کہ ہست نباید رفت واز انجا کہ باشد نباید گریخت اگرچہ گریختن در بعض مواضع مثل خانہ کہ در وے زلزلہ شدہ یا آتش گرفتہ یا نشستن در زیر دیوارے کم خم شدہ نزد غلبۂ ظن بہلاک آمدہ است اما در باب طاعون جز صبر نیامدہ مگر گریختن تجویز نیافتہ وقیاس ایں برآں مردود و فاسد است کہ آنہا از قبیل اسباب عادیہ اند وایں از اسباب وہمی و بر ہر تقدیر گریختن از انجا جائز نیست وہیچ جا وارد نشدہ وہر کہ بگریزد عاصی و مرتکب کبیرہ و مردود ست نسأل اللہ العافیۃ[4]

وبار میں قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ جہاں ہو (یعنی جہاں وبار پھوٹ پڑے) وہاں نہ جائے اور جس جگہ بندہ موجود ہو اور وہاں وبار کی صورت بن جائے تو وہاں سے نہ بھاگے اگرچہ بعض مقامات مثلاً وُہ گھر جو زلزلے کا شکار ہو رہا ہو یا جس میں آگ لگ گئی ہو یا گرنے والی دیوار کے نیچے کھڑا ہو تو ان تمام مقامات سے ہلاکت کے غالب گمان و امکان کے پیشِ نظر بھاگ جانے کی اجازت ہے۔ لیکن طاعون کے باب میں سوائے صبر کے کچھ نہیں کرنا چاہئے لہٰذا وہاں سے بھاگنے کی تجویز نہیں دی گئی۔ پس اس کو اُس پر قیاس کرنا مردود اور فاسد ہے کہ وہ اسبابِ عادیہ کے قبیل سے ہے اور یہ اسبابِ توہم سے ہے

---

[1] القرآن الکریم ۸/ ۱۶

[2] الزواجر لابن حجر مکی الکبیرۃ التاسعۃ والتسعون بعد الثلاثمائۃ دار الفکر بیروت ۲/ ۲۸۵

[3] " " " " " " " " ۲/ ۲۸۸

[4] اشعۃ اللمعات شرح المشکوٰۃ کتاب الجنائز باب عیادۃ المریض مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/ ۶۳۹

www.alahazratnetwork.org

بہرحال اس جگہ سے بھاگنا جائز نہیں اور یہ کسی جگہ وارد نہیں ہوا، لہذا جو کوئی (اس سے) بھاگے تو گناہگار ہوگا اور مرتکب کبیرہ اور مردود ہوگا۔ ہم اللہ تعالٰی سے عافیت چاہتے ہیں۔ (ت)

شرح مشکوٰۃ علامہ طیبی میں زیرِ حدیث مذکور ہے:

شبہ بہ ای بالفرار من الزحف فی ارتکاب الکبیرۃ[1]۔

جنگ سے بھاگ جانے کے ساتھ طاعون سے بھاگ جانے کو تشبیہ ارتکابِ کبیرہ کی وجہ سے دی گئی (ت)

شرح موطا میں ہے:

قال ابن خزیمۃ انہ من الکبائر التی یعاقب اللہ تعالٰی علیہا ان لم یعف[2]۔

محدث ابن خزیمہ نے فرمایا: طاعون سے بھاگ جانا ان کبیرہ گناہوں میں سے ہے کہ جن پر اللہ تعالٰی عذاب دیتا ہے جبکہ وہ معاف نہ فرمائے۔ (ت)

صغیرہ پر اصرار اسے کبیرہ کردیتا ہے اور کبیرہ پر اصرار اور سخت تر کبیرہ۔ حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لاصغیرۃ مع الاصرار۔ رواہ فی مسند[3] الفردوس عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما۔

کوئی گناہ اصرار کے بعد صغیرہ نہیں رہتا (محدث دیلمی نے مسند الفردوس میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما کے حوالے سے اسے روایت کیا ہے۔ ت)

www.alahazratnetwork.org

فرار کی ترغیب دینے والا فرار کرنے والے سے اشد وبال میں ہے نفس گناہ میں احکامِ الٰہیہ سے معارضہ ومخالفت کی وہ شان نہیں جو برعکس حکمِ شرع نہی عن المعروف وامر بالمنکر میں ہے۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے:

المنٰفقون والمنٰفقٰت بعضہم من بعض یامرون بالمنکر وینہون عن المعروف[4] الی قولہ عزوجل والمؤمنون

منافق مرد اور منافق عورتیں آپس میں ایک ہیں برائی کا حکم دیتے اور بھلائی سے منع کرتے ہیں اور مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں آپس میں دینی

---

[1] شرح الطیبی علی مشکوٰۃ المصابیح کتاب الجنائز عیادۃ المریض ادارۃ القرآن کراچی ۴/ ۳۲۲

[2] شرح الزرقانی موطا الامام مالک باب ماجاء فی الطاعون تحت حدیث ۱۷۲۲ دارالمعرفۃ بیروت ۴/ ۲۴۲

[3] الفردوس بمأثور الخطاب حدیث ۷۹۴۴ عن ابن عباس دارالکتب العلمیہ بیروت ۵/ ۱۹۹

[4] القرآن الکریم ۹/ ۶۷

والمؤمنات بعضھم اولیاء بعض یامرون بالمعروف وینھون عن المنکر[1]

بات پر ایک دوسرے کے مددگار رہیں بھلائی کا حکم دیتے اور برائی سے روکتے ہیں۔

گنہگار اپنی جان کو گرفتارِ عذاب کرتا ہے اور گناہ کی ترغیب دینے والا خود عذاب میں پڑا اور دوسرے کو بھی عذاب میں ڈالنا چاہتا ہے جتنے اس کی بات پر چلتے ہیں سب کا وبال اُن سب پر اور اُن کے برابر اس اکیلے پر ہوتا ہے، رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من دعا الی ھدی کان لہ من الاجر مثل اجور من اتبعہ لاینقص ذٰلک من اجورھم شیئا ومن دعا الی ضلالۃ کان علیہ من الاثم مثل اثام من اتبعہ لاینقص ذٰلک من اٰثامھم شیئا۔ رواہ الائمۃ احمد[2] والستۃ الا البخاری عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

جو سیدھے راستے کی طرف بلائے جتنے اس کی پیروی کریں سب کے برابر ثواب پائے اور انکے ثوابوں میں کچھ کمی نہ ہو اور جو گمراہی کی طرف بلائے جتنے اس کے کہے پر چلیں سب کے برابر اس پر گناہ ہو اور اُن کے گناہوں میں کچھ کمی نہ ہو (ائمہ کرام مثلاً امام احمد نے اور بخاری کے علاوہ ائمہ ستہ (مسلم، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ اور نسائی) نے اسے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے روایت کیا ہے۔)

www.alahazratnetwork.org

اور جب طاعون سے فرار کبیرہ ہے تو لوگوں کو اس کی ترغیب دینی سخت تر کبیرہ، اور دونوں فاسق ہیں، اور غالباً اعلان بھی نقدوقت اور فاسق معلن کو امام بنانا گناہ اور اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی۔ غنیہ میں ہے:

لو قدموا فاسقا یاثمون[3]

اگر لوگ فاسق کو (امامت کے لئے) آگے کریں تو سب گناہگار ہونگے۔ (ت)

---

[1] القرآن الکریم ۹/ ۷۱

[2] مسند احمد بن حنبل عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۲/ ۳۹۷
صحیح مسلم کتاب العلم باب من سن سنۃ حسنۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۳۴۱
سنن ابی داؤد کتاب السنۃ ۲/ ۲۷۹ و جامع الترمذی ابواب العلم ۲/ ۹۲
سنن ابن ماجہ باب من سن سنۃ الخ ص ۹۱

[3] غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی فصل فی الامامۃ وفیھا مباحث سہیل اکیڈمی لاہور ص ۵۱۳

ردالمحتار میں ہے:

فی تقدیمہ للامامۃ تعظیمہ وقد وجب علیھم اھانتہ شرعا فھو کالمبتدع تکرہ امامتہ بکل حال بل مشی فی شرح المنیۃ علی ان کراھۃ تقدیمہ کراھۃ تحریم لما ذکرنا۔[1]

اس لئے کہ اس کو امامت کے لئے آگے کرنے میں اس کی تعظیم ہے حالانکہ لوگوں پر شرعاً اسکی توہین وتذلیل واجب ہے لہذا وہ بدعتی کی طرح ہے ہرحال میں اس کی امامت مکروہ ہے بلکہ شرح منیہ میں یہ بیان کیا گیا کہ اس کے آگے کرنے میں جو کراہت ہے وُہ کراہت تحریمی ہے اس وجہ سے جو ہم نے بیان کردی۔ (ت)

طاعون سے فرار کو جو احسن سمجھتا ہے اگر جاہل ہے اور اُسے معلوم نہیں کہ احادیث صحیحہ اس کی تحریم میں وارد ہیں اُسے تفہیم کی جائے اور اگر دانستہ حدیثوں کا انکار کرتا ہے تو صریح گمراہ ہے۔ شرح مؤطا للعلامۃ الزرقانی میں زیر حدیث عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالٰی عنہ دربارۂ طاعون ہے:

فیہ دلیل قوی علی وجوب العمل بخبر الواحد لانہ کان بمحضر جمع عظیم من الصحابۃ فلم یقولوا لعبدالرحمٰن انت واحد وانما یجب قبول خبر الکافۃ فما اضل من قال بھذا واللہ تعالٰی یقول ان جاءکم فاسق بنبا فتبینوا وقرئ فتثبتوا فلو کان العدل اذا جاء بنبأ تثبت فی خبرہ ولم ینفذ لاستوی مع الفاسق وھذا خلاف القرآن ام نجعل المتقین کالفجار قالہ ابن عبدالبر۔[2]

اس میں قوی دلیل ہے کہ خبر واحد پر عمل کرنا واجب ہے (کیونکہ عبدالرحمٰن ابن عوف کا حدیثِ طاعون بیان فرمانا) صحابہ کرام کی ایک عظیم جماعت کی موجودگی میں تھا، پھر کسی نے حضرت عبدالرحمٰن سے یہ نہیں کہا کہ تم ایک اکیلے بیان کررہے ہو (لہذا تمہارے اکیلے پن کے باعث تمہاری بات پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا) لہذا پُوری جماعت کی خبر قبول کرنا واجب اور ضروری ہے، پس جس کسی نے یہ کہا وہ کس قدر بھٹک گیا اور اللہ تعالٰی ارشاد فرماتا ہے کہ اگر تمہارے پاس کوئی فاسق کوئی خبر لائے تو خوب تحقیق کرلیا کرو، اور یُوں بھی پڑھا گیا فتثبتوا یعنی ثابت قدم اور مضبوط ہوجایا کرو (یعنی اس کی خبر میں توقف کیا کرو تاکہ پتہ چل جائے) پھر اگر کوئی عادل خبر لائے تو تو اس خبر میں ثابت قدم رہے لیکن اس کی خبر نافذ نہ ہو تو وہ فاسق (غیر معتبر) کے

---

[1] ردالمحتار کتاب الصلوٰۃ باب الامامۃ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/۳۷۶

[2] شرح الزرقانی علی مؤطا الامام مالک باب ماجاء فی الطاعون دار المعرفۃ بیروت ۴/۲۳۸

ساتھ برابر ہوجائے گا حالانکہ یہ بات نصِ قرآن کے خلاف ہے، چنانچہ ارشادِ ربانی ہے "کیا ہم پرہیزگاروں کو فاجروں کے برابر کردیں گے؟" چنانچہ علامہ ابن عبدالبر نے یہی فرمایا ہے۔ (ت)

جس امر میں رائے واجتہاد کو دخل نہ ہو اس میں قول صحابی دلیل قول رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہے ورنہ جس حدیث کی مخالفت کی اگر اُس کے راوی خود یہ صحابی ہیں اور مخالفت صرف ظاہر نص کی ہے مثلاً عام کی تخصیص یا مطلق کی تقیید تو یہ اثرِ صحابی اُس حدیث مرفوع کی تفسیر ٹھہرے گا اور اُسے اسی خلاف ظاہر پر محمول سمجھا جائے گا اور مخالفت مفسر کی ہے تو صریح دلیل ہے کہ وہ حدیث منسوخ ہوچکی صحابی کو اس کا ناسخ معلوم تھا، اور اگر یہ خود اس کے راوی نہیں تو یہ معاملہ اگر اس قابل نہ تھا کہ ان صحابی پر مخفی رہتا تو اُن کی مخالفت اُس روایت مرفوعہ کے قبول میں شبہہ ڈالے گی ورنہ حدیث ہی مرجح ہے جیسا کہ غیر صحابہ کے قول وفعل پر مطلقاً جب تک حد اجماع تک نہ پہنچے۔ مسلم الثبوت میں ہے:

روی الصحابی وحمل ظاهرا علی غیره کتخصیص العام فالحنفیة علی ما حمل لان ترك الظاهر بلا موجب حرام فلا یترکه الا بدلیل قطعا ولو ترك نصا مفسرا تعین علمه بالناسخ فیجب اتباعه وان عمل بخلاف خبره غیره فان کان صحابیا فالحنفیة ان کان مما یحتمل الخفاء لایضر اولا فیقدح و وان کان غیر صحابی ولو اکثر الامة فالعمل بالخبر[1] اھ مختصرًا۔

اگر خود صحابی نے روایت کی اور حدیث کے ظاہر کو غیر ظاہر پر حمل کیا جیسے عام کی تخصیص، تو اس صورت میں حنفیہ کی رائے وہی ہے جس پر اس نے حدیث کو حمل کیا ہے کیونکہ ظاہر کو بغیر کسی سبب چھوڑ دینا حرام ہے لہٰذا بغیر کسی قطعی دلیل کے وہ اسے نہیں چھوڑتا۔ اگر کسی نص مفسر کو چھوڑ دے (تو اس کا مفہوم یہ ہوگا) کہ حدیث اس کے نزدیک منسوخ ہے اور اس کے علم میں اس کا ناسخ متعین ہے تو اسکی اتباع ضروری ہے اور اگر اس نے کسی دوسرے کی روایت کے خلاف عمل کیا۔ اگر یہ خود صحابی ہیں تو اگر معاملہ خفاء کا احتمال رکھتا ہے تو اوّل کچھ مضر ہی نہیں کہ قدح پیدا کرے گا اور اگر یہ صحابی نہیں اگرچہ اکثر افراد امت ہوں تو پھر عمل صرف حدیث پر ہوگا اھ مختصرًا۔ (ت)

اُسی میں ہے:

الرازی منا والبردعی والبزدوی والسرخسی

ہم میں سے رازی، بردعی، بزدوی، سرخسی اور

---

[1] مسلم الثبوت الاصل الثانی السنۃ مسئلہ روی الصحابی المجمل مطبع انصاری دہلی ص ۹۷-۹۶،

واتباعهم قول الصحابی فیما یمکن فیه الرأی ملحق بالسنة لغیره لا بمثله و نفاه الکرخی و جماعة وفیما لا یدرك بالرای فعند اصحابنا اتفاق فله حکم الرفع[1] اھ ملتقطا۔

ان کے تابعین (مرافقین) فرماتے ہیں کسی صحابی کا قول اگر ایسے معاملہ میں ہو جس میں رائے ممکن ہو تو وہ دوسروں کے لئے سنت سے ملحق ہے نہ کہ خود اس کے لئے، لیکن امام کرخی اور ایک گروہ نے اس کی نفی کی، اور اگر کسی معاملہ کا ادراک رائے کے ساتھ نہ ہو سکے تو اس پر ہمارے اصحاب کا اتفاق ہے یہ کہ وہ حدیث مرفوع کے حکم میں ہے اھ ملتقطاً (ت)

یہ اجمالی کلام ہے اور نظر مجتہد کے لئے ہے اور حدیث طاعون اسی قبیل سے ہے جس کا بعض بلکہ اکثر صحابہ پر بھی مخفی رہنا جائے عجب نہ تھا جیسا کہ حدیث صحیحین سے ثابت ہے کہ جب امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کو راہِ شام میں خبر ملی کہ وہاں طاعون ہے صحابۂ کرام میں پہلے مہاجرین عظام پھر انصار کرام پھر مشائخ قریش مہاجرین فتح مکہ کو بلا کر مشورے لئے سب نے اپنی اپنی رائے ظاہر کی مگر کسی کو اس بارے میں ارشادِ اقدس سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم معلوم نہ تھا، نہ خود امیر المومنین کے علم میں تھا یہاں تک کہ حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ تعالٰی عنہ کہ اُس وقت اپنے کسی کام کو تشریف لے گئے تھے انھوں نے آکر ارشادِ والا بیان کیا اور اُسی پر عمل کیا گیا۔[2] یونہی صحیحین کی حدیث سے ثابت کہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالٰی عنہ احد العشرۃ المبشرہ کو یہ ارشاد اقدس کہ جب دوسری جگہ طاعون ہونا سنو وہاں نہ جاؤ اور جب تمہارے یہاں پیدا ہو تو وہاں سے نہ بھاگو، معلوم نہ تھا، یہاں تک کہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالٰی عنہما نے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے محبوب ابن المحبوب اور سعد رضی اللہ تعالٰی عنہ کے سامنے کے بچے ہیں انھیں یہ حدیث سنائی بلکہ صحیحین سے یہ بھی ثابت کہ سعد رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اُن سے سوال کرکے اس کا علم حاصل فرمایا۔

فقد اخرجا عن عامر بن سعد بن ابی وقاص عن ابیه انه سمعه یسأل اسامة بن زید ماذا سمعت

بخاری و مسلم نے عامر بن سعد عن ابیہ سے تخریج فرمائی ہے کہ انھوں نے اپنے والد بزرگوار حضرت سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ تعالٰی عنہ سے خود سنا کہ

---

[1] مسلم الثبوت الاصل الثانی السنة مسئلة قول الصحابی فیما یمکن فیه الرأی انصاری دہلی ص ۲۰۷-۲۰۸

[2] صحیح البخاری کتاب الطب باب ما یذکر فی الطاعون قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۸۵۳

صحیح مسلم کتاب السلام باب الطاعون والطیرة الخ " " " ۲/ ۲۲۸

من رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم الطاعون رجز ارسل علی بنی اسرائیل اوعلی من کان قبلکم فاذا سمعتم بہ بارض فلاتقدموا علیہ واذا وقع بارض وانتم بہا فلا تخرجوا فرارا منہ[1]۔

وہ حضرت اسامہ بن زید سے پُوچھ رہے تھے کہ آپ نے رسول اللہ صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم سے طاعون کے متعلق کیا سنا، یہ کہ طاعون ایک عذاب ہے جو بنی اسرائیل یا ان سے پہلے لوگوں پر بھیجا گیا لہٰذا جب تم اس کے بارے میں سُنو کہ فلاں زمین میں پھیل گیا ہے تو وہاں نہ جاؤ اور جس جگہ تم مقیم ہو وہاں طاعون پیدا ہو جائے تو اس سے بھاگتے ہوئے وہاں سے باہر نہ جاؤ اور (جگہ قیام) نہ چھوڑو۔ (ت)

اور اس کے بعد خود اُسے حضور سید عالم صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں :

ای یرسل ارسالا ثقۃ بروایۃ اسامۃ رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ۔

یعنی ارسال فرماتے ہوئے حضرت اسامہ رضی اللہ تعالٰے عنہ کی روایت پر اعتماد کرتے ہوئے (ت)

صحیح مسلم شریف میں بعد ذکر حدیث اسامہ رضی اللہ تعالٰے عنہ ہے :

وحدثنیہ وھب بن بقیۃ فذکر بسندہ عن ابراھیم بن سعد بن مالك عن ابیہ عن النبی صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم بنحو حدیثھم[2]۔

مجھ سے وہب بن بقیہ نے بیان کیا پھر اس نے اپنی سند سے ان کی حدیث کی طرح حدیث بیان کی (اور سند یہ ہے) ابراہیم بن سعد بن مالک کے حوالہ سے اس نے اپنے والد گرامی سعد بن مالک کے حوالہ سے انھوں نے خود حضور صلے اللہ تعالٰے علیہ وآلہ وسلم سے روایت فرمائی۔ (ت)

تو دو ایک صحابہ سے جو اس کا خلاف مروی ہوا اطلاع حدیث سے پہلے تھا جیسے عمرو بن عاص رضی اللہ تعالٰی عنہ کہ طاعون سے بہت خوف کرتے لوگوں کو متفرق ہو جانے کی رائے دی معاذ بن جبل رضی اللہ تعالٰے عنہ نے کہ اعلم الناس بالحلال والحرام وامام العلماء یوم القیام (جو سب لوگوں سے زیادہ حلال و حرام کو جاننے والے ہیں اور قیامت کے دن علمائے کرام کے امام ہوں گے۔ ت) ہیں ان کا رَدّ شدید کیا اور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی حدیث بیان کی اور شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کاتب وحی نے نہایت شدت سے رَدّ کیا اور فرار عن الطاعون سے نبی صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم کا منع فرمانا روایت کیا عمرو بن عاص رضی اللہ تعالٰی عنہ

---

[1] صحیح البخاری کتاب الانبیاء باب منہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۴۹۴
صحیح مسلم کتاب السلام باب الطاعون والطیرۃ الخ " " " ۲/۲۲۸

[2] " " " " " " " " " " "

نے فوراً رجوع فرمائی اور ان کی تصدیق کی۔

اخرج ابن خزیمة فی صحیحه عن عبد الرحمٰن بن غنم قال وقع الطاعون بالشام فقال عمرو بن العاص رضی الله تعالٰی عنه ان هذا الطاعون رجس ففروا منه فی الادویة والشعاب فبلغ ذٰلك شرحبیل بن حسنة رضی الله تعالٰی عنه فغضب و قال کذب عمرو بن العاص فقد صحبت رسول الله صلی الله تعالٰی علیه وعمرو اضل من جمل اهله ان هذا الطاعون دعوة نبیکم و رحمة ربکم و وفاة الصالحین قبلکم[1] الحدیث و لفظ ابن عساکر عن عبد الرحمٰن بن غنم قال کان عمرو بن العاص رضی الله تعالٰی عنه حین احس بالطاعون فرق فرقاً شدیدا فقال یا ایها الناس تبددوا فی هذه الشعاب وتفرقوا فانه قد نزل بکم امر من الله تعالٰی لا اراه الا رجزا او الطوفان قال شرحبیل بن حسنة رضی الله تعالٰی عنه قد صاحبنا رسول الله

ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں حضرت عبد الرحمٰن ابن غنم کے حوالے سے تخریج فرمائی، فرمایا ملک شام میں طاعون کا مرض پھوٹ پڑا تو حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا (لوگو!) یہ طاعون اللہ تعالٰی کا عذاب ہے لہذا اس سے بھاگ کر وادیوں اور پہاڑی گھاٹیوں میں چلے جاؤ، پھر شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کو یہ اطلاع پہنچی تو غضبناک ہوئے اور فرمایا عمرو بن عاص نے غلط کہا ہے کیونکہ میں حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رہا ہوں لیکن عمرو تو زیادہ بھٹکا ہوا ہے اپنے گھر کے اونٹ سے، بلاشبہہ یہ طاعون تمہارے نبی کی دعوت ہے اور تمہارے پروردگار کی رحمت اور تم سے پہلے نیک لوگوں کی وفات ہے (الحدیث) ابن عساکر حضرت عبد الرحمٰن بن غنم کے حوالے سے یوں کہتے ہیں اس نے فرمایا حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالٰی عنہ کو جب طاعون محسوس ہوا تو وہ انتہائی خوفزدہ ہوئے اور فرمایا (لوگو!) ان گھاٹیوں میں الگ الگ اور منتشر ہو جاؤ کیونکہ تم پر اللہ تعالٰی کا امر (عذاب) نازل ہوگیا ہے اور میں اس کو عذاب یا طوفان ہی خیال کرتا ہوں، حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم نے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

www.alahazratnetwork.org

---

[1] کنز العمال بحوالہ ابن خزیمہ کر حدیث ۱۱۷۵۶ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۴/۶۰۳

صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم و انت اضل من حمار اھلك قال عمرو رضی اللہ تعالٰی عنہ صدقت قال معاذ رضی اللہ تعالٰی عنہ لعمرو بن العاص رضی اللہ تعالٰی عنہ کذبت لیس بالطوفان ولا بالرجز و لکنھا رحمۃ ربکم ودعوۃ نبیکم وقبض الصالحین قبلکم[1] الحدیث ورواہ الامام الطحاوی فی شرح معانی الاثار من حدیث شعبۃ عن یزید بن حمیر قال سمعت شرحبیل بن حسنۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ یحدث عن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالٰی عنہ ان الطاعون وقع بالشام فقال عمرو تفرقوا عنہ فانہ رجز فبلغ ذلك شرحبیل بن حسنۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ فقال قد صحبت رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فسمعتہ یقول انھا رحمۃ ربکم ودعوۃ نبیکم وموت الصالحین قبلکم فاجتمعوا الیہ ولا تفرقوا علیہ فقال عمرو رضی اللہ تعالٰی عنہ صدق[2] وللحدیث طریق اخری عن شھر

کے ساتھ وقت گزارا ہے تم تو اپنے گھر والوں کے گدھے سے بھی زیادہ بھٹکے ہوئے ہو۔ حضرت عمرو رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا آپ نے سچ کہا ہے۔ حضرت معاذ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالٰی عنہ سے فرمایا آپ نے غلط کہا نہ یہ طوفان ہے اور نہ عذاب بلکہ یہ تمھارے پروردگار کی رحمت اور تمھارے نبی کی دعا ہے اور تم سے پہلے نیک لوگوں کی موت ہے (الحدیث) امام طحاوی نے شرح معانی الآثار میں شعبہ کی حدیث یزید بن حمیر کے حوالے سے روایت فرمائی، فرمایا میں نے حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے سُنا کہ وہ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالٰی عنہ کے حوالے سے بیان کرتے تھے، ملک شام میں طاعون واقع ہوا تو حضرت عمرو بن عاص نے لوگوں سے فرمایا کہ اس سے منتشر ہو جاؤ اور بکھر جاؤ کیونکہ یہ عذاب ہے، جب شرحبیل بن حسنہ تک یہ خبر پہنچی تو ارشاد فرمایا میں رسول اللہ صلے اللہ تعالٰے علیہ وآلہ وسلم کی صحبت میں رہا ہوں میں نے آپ کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ وہ تمھارے رب کی رحمت، تمھارے نبی کی دُعا اور تم سے پہلے نیک لوگوں کی موت ہے لہذا اس کے لئے جمع ہو جاؤ اور اس سے متفرق و منتشر نہ ہو۔ اس پر حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا سچ ہے۔ حدیث

www.alahazratnetwork.org

[1] کنز العمال بحوالہ کر حدیث ۱۱۷۵۹ موسسۃ الرسالہ بیروت ۴/۶-۶۰۵

[2] شرح معانی الآثار کتاب الکراہیۃ باب الاجتناب من ذی الطاعون الخ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/۴۱۵

بن حوشب قال فیھا فقام شرحبیل بن حسنۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ فقال واللہ لقد اسلمت وان امیرکم ھذا اضل من جمل اھلہ فانظروا مایقول قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اذا وقع بارض وانتم بھا فلا تھربوا فان الموت فی اعناقکم واذا کان بارض فلا تدخلوھا فانہ یحرق القلوب[1]

کے لئے ایک دوسرا طریق شہر بن حوشب کے حوالے سے ہے چنانچہ اس میں فرمایا پھر شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کھڑے ہوئے اور فرمایا خدا کی قسم میں اسلام لایا جبکہ تمہارا یہ امیر اپنے گھر کے اونٹ سے بھی زیادہ بھٹکا ہوا ہے پھر دیکھو وہ کیا کہتا ہے۔ حضور صلے اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب طاعون کسی جگہ واقع ہوجائے اور تم وہاں موجود ہو تو وہاں سے نہ بھاگو کیونکہ موت تمہاری گردنوں میں لٹک رہی ہے، اور جب طاعون کہیں پھوٹ پڑے تو وہاں نہ جاؤ کیوں وہ دلوں کو جلا دیتا ہے (ت)

بعض لوگ اسے امیر المومنین رضی اللہ تعالٰی عنہ کی طرف نسبت کر دیتے ہیں مگر امیر المومنین خود فرماتے ہیں کہ لوگ گمان کرتے ہیں کہ میں طاعون سے بھاگا الٰہی! میں اس تہمت سے تیرے ہاں برارت کرتا ہوں۔

امام اجل طحاوی روایت فرماتے ہیں:

www.alahazratnetwork.org

عن زید بن اسلم عن ابیہ قال قال عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالٰی عنہ اللھم ان الناس زعموا انی فررت من الطاعون وانا ابرأ الیک من ذلک ھذا[2] مختصر۔

اسلم کے بیٹے زید نے اپنے والد اسلم سے روایت کی، اس نے کہا امیر المومنین جناب عمر بن خطاب رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا: "یا اللہ! لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ میں طاعون سے بھاگا ہوں، میں اس الزام سے تیری بارگاہ میں برارت کا اعلان کرتا ہوں"۔ یہ مختصر ہے۔ (ت)

رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے طاعون سے بھاگنا حرام فرمایا اس میں کوئی تخصیص شہر و بیرونِ شہر کی نہیں، جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ کی حدیث امام احمد وامام الائمہ ابن خزیمہ کے یہاں یوں ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

الفار من الطاعون کالفار من الزحف

طاعون سے بھاگنے والا ایسا ہے جیسا جہاد میں

---

[1] کنز العمال حدیث ۱۱۷۵۷ موسسۃ الرسالہ بیروت ۴/ ۶۰۴

[2] شرح معانی الآثار کتاب الکراہۃ باب الاجتناب من ذی الطاعون الخ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/ ۴۱۸

والصابر فیہ کالصابر فی الزحف[1]

کفار کے سامنے سے بھاگنے والا اور طاعون میں ٹھہرنے والا ایسا ہے جیسا جہاد میں صبر و استقلال کرنے والا۔

انہیں کی دوسری روایت میں ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں،

الفار من الطاعون کالفار من الزحف ومن صبر فیہ کان لہ اجر شہید[2]

طاعون سے بھاگنے والا جہاد سے بھاگنے والے کی طرح ہے اور جو اس میں صبر میں کئے رہے اس کے لئے شہید کا ثواب ہے۔

اُمّ المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کی حدیث امام احمد کی مسند میں مثل پارۂ اوّل حدیث جابر ہے اور ابن سعد کے یہاں یوں ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

الفرار من الطاعون کالفرار من الزحف[3]

طاعون سے بھاگنا جہاد سے بھاگ جانے کے مثل ہے۔

احمد کی دوسری روایت یوں ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں،

www.alahazratnetwork.org

الطاعون غدۃ کغدۃ البعیر المقیم بہا کالشہید والفار منہا کالفار من الزحف[4]

طاعون ایک گلٹی ہے جس طرح اونٹ کی وبا میں اس کے نکلتی ہے جو اس میں ٹھہرا رہے وہ شہید کے مثل ہے اور اس سے بھاگنے والا جہاد سے بھاگ جانے والے کی طرح ہے۔

مسند ابویعلٰی کے لفظ یوں ہیں رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

وخزۃ تصیب امتی من اعدائہم من الجن کغدۃ الابل من اقام علیہا کان مرابطا ومن اصیب بہ کان

طاعون ایک کونچا ہے کہ میری اُمت کو اُن کے دشمن جنوں کی طرف سے پہنچے گا جیسے اُونٹ کی گلٹی جو مسلمان اس پر صبر کئے ٹھہرا رہے وہ ان میں سے ہو

---

[1] مسند احمد بن حنبل عن جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۳/ ۳۲۴-۲۵

[2] مسند احمد بن حنبل " " " " " " " " ۳/ ۳۶۰

[3] الدر المنثور بحوالہ احمد وعبد بن حمید والبزار وابن خزیمہ عن جابر آیۃ الم تر الی الذین خرجوا عن دیارہم الخ ۱/ ۳۱۲

[4] مسند احمد بن حنبل عن عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا المکتب الاسلامی بیروت ۶/ ۱۴۵

شهیدا والفار منه کالفار من الزحف[1] جو راہِ خدا میں سرحد کفار پر بلادِ اسلام کی حفاظت کے لئے اقامت کرتے ہیں اور جو مسلمان اس میں مرے وہ شہید ہوا اور جو اس سے بھاگے وہ کافروں کو پیٹھ دے کر بھاگنے والے کی مانند ہو۔

معجم اوسط کی روایت یوں ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

الطاعون شهادة لامتی ووخز اعدائکم من الجن غدة کغدة البعیر تخرج فی الاباط والمراق من مات فیه مات شهیدا ومن اقام فیه کان کالمرابط فی سبیل الله ومن فر منه کان کالفار من الزحف[2]

طاعون میری اُمت کے لئے شہادت ہے اور وہ تمہارے دشمن جنوں کا کونچا ہے اونٹ کے غدود کی طرح گلٹی ہے کہ بغلوں اور نرم جگہوں میں نکلتی ہے جو اس میں مرے شہید مرے اور جو ٹھہرے وہ راہِ خدا میں سرحدِ کفار پر بانتظارِ جہاد اقامت کرنے والے کی مانند ہے اور جو اس سے بھاگ جائے جہاد سے بھاگ جانے کے مثل ہو۔

اقول (میں کہتا ہوں) **اولاً** ان تمام الفاظِ احادیث میں صرف طاعون سے بھاگنے پر وعید شدید اور صبر کے ٹھہرے رہنے کی ترغیب و تاکید ہے، شہر یا محلے یا حوالیِ شہر وغیرہ کی کچھ قید نہیں، تو جو نقل و حرکت طاعون سے بھاگنے کے لئے ہوگی اگرچہ شہر ہی کے محلوں میں وہ بلاشبہہ اس وعید و تہدید کے نیچے داخل ہے۔

ثانیاً حدیث ام المومنین رضی اللہ تعالٰی عنہا مروی صحیح بخاری شریف، مسند امام احمد رحمہ اللہ تعالٰی میں بسندِ صحیح برشرطِ بخاری و مسلم برجال بخاری جلد ششم آخر ص۲۵۱ و اول ص۲۵۲ میں یوں ہے:

حدثنا عبد الصمد ثنا داود یعنی ابن ابی الفرات ثنا عبد الله بن بریدة[a] عن یحیی بن یعمر

(ہم سے عبد الصمد نے بیان کیا (اس نے کہا) ہم سے داود یعنی ابن ابی الفرات نے بیان کیا (اس نے کہا) ہم سے عبد اللہ بن ابی بریدہ نے

---

a وقع ههنا فی نسخة المسند المطبوعة ابن ابی بریدة والصواب ابن بریدة کما ذکرنا ۱۲ منه۔

a مسند احمد کے مطبوعہ نسخہ میں ابن ابی بریدہ لکھا ہے مگر درست ابن بریدہ ہے جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے ۱۲ منہ (ت)

---

[1] الترغیب والترھیب الترھیب من ان یموت الانسان الاسنان الخ حدیث ۲۵ مصطفی البابی مصر ۲/ ۳۳۸
مجمع الزوائد کتاب الجنائز باب فی الطاعون والثابت دار الکتاب بیروت ۲/ ۳۱۵

[2] المعجم الاوسط حدیث ۵۵۲۷ مکتبۃ المعارف الریاض ۶/ ۲۴۹
کنز العمال بحوالہ طس " ۲۸۴۳۷ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت ۱۰/ ۸۸ و ۸۷
الجامع الصغیر " ۵۳۳۳ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲/ ۳۲۹

عن عائشۃ رضی اللہ تعالٰی عنہا انہا قالت سألت رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم عن الطاعون فاخبرنی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم انہ کان عذابا یبعثہ اللہ تعالٰی علٰی من یشاء فجعلہ رحمۃ للمؤمنین فلیس من رجل یقع الطاعون فیمکث فی بیتہ صابرا محتسبا یعلم انہ لا یصیبہ الا ما کتب اللہ لہ الا کان لہ مثل اجر الشہید[1]

بیان کیا اس نے یحیٰی بن یعمر سے اس نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت کی انھوں نے فرمایا میں نے آنحضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے طاعون کے بارے میں دریافت کیا۔ (ت) تو رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا طاعون ایک عذاب تھا کہ اللہ تعالٰی جس پر چاہتا بھیجتا اور اس امت کے لئے اسے رحمت کردیا ہے تو جو شخص زمانہ طاعون میں اپنے گھر میں صبر کے طلب ثواب کے لئے اس اعتقاد کے ساتھ ٹھہرا رہے کہ اُسے وہی پہنچے گا جو خدا نے لکھ دیا ہے اُس کے لئے شہید کا ثواب ہے۔

اس حدیث صحیح میں خاص اپنے گھر میں ٹھہرے رہنے کی تصریح ہے۔

www.alahazratnetwork.org

ثالثاً ذرا غور کیجئے تو اس حدیث اور حدیث بخاری میں اصلاً اختلاف نہیں، صحیح بخاری کتاب الطب کے لفظ یہ ہیں:

لیس من عبد یقع الطاعون فیمکث فی بلدہ صابرا[2]

کوئی ایسا بندہ نہیں کہ طاعون واقع ہو اور وہ اپنے شہر میں صبر کے ساتھ ٹھہرا رہے (ت)

اور ذکر بنی اسرائیل میں:

لیس من احد یقع الطاعون فیمکث فی بلدہ صابرا محتسبا[3]

کوئی ایسا شخص نہیں کہ طاعون واقع ہو پھر وہ اپنے شہر میں صبر کرتے ہوئے ثواب کی خاطر ٹھہرا رہے۔ (ت)

اور بداہۃً معلوم ہے کہ مطلقاً رُوئے زمین میں سے کسی جگہ وقوعِ طاعون مراد نہیں تو

---

[1] مسند امام احمد بن حنبل عن عائشۃ رضی اللہ عنہا المکتب الاسلامی بیروت ۶/ ۵۲-۲۵۱

[2] صحیح البخاری کتاب الطب باب اجر الصابرین فی الطاعون قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۸۵۳

[3] صحیح البخاری کتاب الانبیاء باب حدیث الغار " " " ۱/ ۴۹۴

حدیث بخاری میں فی بلدہ اور حدیث احمد میں فی بیتہ برسبیل تنازع یمکث ویقع دونوں سے متعلق ہیں امام عینی عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری میں فرماتے ہیں:

قولہ فی بلدہ مما تنازع الفعلان فیہ اعنی قولہ یقع وقولہ فیمکث[1]

ان کا ارشاد "فی بلدہ" اس میں تنازع فعلین (یعنی یمکث اور یقع جو دو فعل ہیں) ان کا فی بلدہ جار مجرور میں تنازع ہے پس ہر ایک چاہتا ہے کہ وہ میرے ساتھ متعلق ہو۔ (ت)

تو دونوں روایتوں کا مطلب یہ ہوا کہ جس کے شہر میں طاعون واقع ہو وہ شہر سے نہ بھاگے اور جس کے خود گھر میں واقع ہو وہ اپنے گھر سے نہ بھاگے اور حاصل اسی طرف رجوع کر گیا کہ طاعون سے نہ بھاگے، شہر یا گھر سے بھاگنا لذاتہ ممنوع نہیں، اگر کوئی ظالم جبار شہر میں ظلماً اس کی گرفتاری کو آیا اور یہ اس سے بچنے کو شہر سے بھاگ گیا ہرگز مواخذہ نہیں اگرچہ زمانہ طاعون ہی کا ہو کہ یہ بھاگنا طاعون سے نہ تھا بلکہ ظلم ظالم سے، اور اللہ عزوجل نیت کو جانتا ہے، ولہذا حدیث عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالٰی عنہ میں ارشاد ہوا:

اذا وقع بارض وانتم بھا فلا تخرجوا فرارا منہ[2]

جب کسی جگہ طاعون واقع ہو اور تم وہاں موجود ہو تو طاعون سے بھاگ کر کہیں باہر دوسری جگہ نہ جاؤ۔ (ت)

نہ کہ منھا (یعنی جائے طاعون سے۔ ت)، اور حدیث اسامہ بن زید رضی اللہ تعالٰی عنہما روایت تامہ شیخین میں اس کے مثل اور روایت مسلم میں یوں آئی:

فلا تخرجوا فرارا منہ[3]

جائے طاعون سے باہر نہ جاؤ اس سے بھاگتے ہوئے (ت)

لاجرم شرح صحیح مسلم میں ہے:

اتفقوا علٰی جواز الخروج لشغل غیر الفرار ودلیلہ صریح الاحادیث[4]

اہل علم کا اس پر اتفاق ہے بھاگنے کے علاوہ کسی دوسرے شغل اور غرض کے لئے مقام طاعون سے باہر نکلنا جائز ہے اور اس کے ثبوت میں صریح احادیث ہیں۔ (ت)

---

[1] عمدۃ القاری شرح البخاری کتاب الطب باب اجر الصابرین فی الطاعون ادارۃ الطباعۃ المنیریۃ بیروت ۲۱/ ۲۶۱

[2] صحیح البخاری کتاب الطب باب ما یذکر فی الطاعون قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۸۵۳

[3] صحیح مسلم کتاب السلام باب الطاعون والطیرۃ " " " ۲/ ۲۲۸

[4] شرح مسلم للنووی " " " " " " ۲/ ۲۲۹

www.alahazratnetwork.org

اسی طرح حدیقہ ندیہ میں نقل فرمایا اور مقرر رکھا، اور جب مطمحِ نظر فرار عن الطاعون ہے نہ کہ عن البلد تو یہ بحث کہ فنائے شہر بھی مثلِ جمعہ اس حکم میں داخل ہے یا مثل سفر خارج محض طاعون سے بھاگنے کے لئے جو نقل وحرکت ہو سب زیرِ نہی ہے اگرچہ مضافات خواہ فنا خواہ شہر کی شہر میں۔

رابعاً نظر کیجئے تو خود یہی حدیث فیمکث فی بلدہ (پھر وہ اپنے شہر میں ٹھہرا رہے۔ ت) محلات شہر ہی میں تجویزِ فرار سے صریح ابا فرما رہی ہے اُس میں فقط اتنا ہی نہ فرمایا کہ شہر میں رہے بلکہ صاف ارشاد ہوا:

یمکث فی بلدہ صابرا محتسبا یعلم انہ لایصیبہ الا ما کتب اللہ لہ[1]

وہ اپنے شہر میں اللہ تعالٰی سے اجر وثواب کی امید رکھتے ہوئے اور یہ جانتے ہوئے کہ اسے وہی کچھ پہنچے گا جو اللہ تعالٰی نے اس کے مقدر میں لکھ دیا ہے، صبر کا دامن تھامے ہوئے ٹھہرا رہے (ت)

اپنے شہر میں تین وصفوں کے ساتھ ٹھہرے، اوّل صبر واستقلال، دوم تسلیم وتفویض ورضا بالقضاء پر طلبِ ثواب، سوم یہ سچا اعتقاد کہ بے تقدیرِ الٰہی کوئی بلا نہیں پہنچ سکتی۔ اب اس کے حال کو اندازہ کیجئے جس کے شہر کے ایک کنارے میں طاعون واقع ہوا اور وہ اس کے خوف سے گھر چھوڑ کر دوسرے کنارے کو بھاگ گیا کیا اُسے ثابت قدم وصابر ومستقل وراضی بالقضاء کہا جائے گا، وہ ایسا ہوتا تو کیوں بھاگتا، شہر میں اس کا قیام صبر ورضا کے لئے نہیں بلکہ اس لئے کہ یہ کنارۂ شہر ہنوز محفوظ ہے کل اگر یہاں بھی طاعون آیا تو اُسے یہاں سے بھی بھاگتے دیکھ لینا، اگر اب بیرونِ شہر جا کر پڑا اور وہاں بھی وبا پہنچی تو مضافات کو بھی چھوڑ کر دوسری ہی بستی میں دم لے گا پھر صابراً محتسباً کہاں صادق آیا۔

خامساً سیدِ عالم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرار عن الطاعون کو جس کا مماثل فرمایا یعنی جہاد سے بھاگنا اُسی کے ملاحظہ سے معلوم ہو سکتا ہے کہ شہر چھوڑ کر دوسرے شہر کو چلے جانے ہی پر فرار محصور نہیں کیا اگر امام مسلمانان بیرونِ شہر کفار سے جہاد کر رہا ہو اور کچھ لوگ مقابلہ سے بھاگ کر اپنے گھروں میں جا بیٹھیں تو فرار نہ ہوگا ضرور ہوگا بلکہ گھروں میں جا بیٹھنا درکنار اگر معرکہ سے بھاگ کر اُسی میدان کے کسی پہاڑ یا غار میں جا چھپے ضرور عار فرار نقد وقت ہوگی کہ میدانِ کارزار تو ہر طرح چھوڑا اور مقابلۂ کفار سے مُنہ موڑا، نصِ قرآنی اس پر دلیلِ صریح ہے:

قال اللہ عزوجل ان الذین

اللہ تعالٰی غالب اور بڑی ذات کا ارشاد ہے بیشک تم

---

[1] صحیح البخاری کتاب الانبیاء باب حدیث الغار قدیمی کتب خانہ کراچی، ۱/ ۴۹۴

تولوا منکم یوم التقی الجمعٰن انما استزلّھم الشیطٰن ببعض ماکسبوا ولقد عفا اللہ عنھم ان اللہ غفور حلیم[1] ○ وقال جل من قائل ولقد عفا عنکم واللہ ذوفضل علی المؤمنین ○ اذ تصعدون ولاتلوون علی احد والرسول یدعوکم فی اخرٰکم فاثابکم غمًّا بغمٍّ[2] الآیۃ۔

میں سے جن لوگوں نے دو جماعتوں کے (جنگ کیلئے) آمنے سامنے آجانے والے دن منہ پھیرا۔ ان کے بعض افعال کی وجہ سے شیطان نے انھیں پھسلادیا بے شک اللہ تعالٰی نے انھیں معاف کردیا کیونکہ اللہ تعالٰی معاف فرمانے والا بُردبار ہے، اور اس نے ارشاد فرمایا جو کہنے والوں سے بڑی شان رکھتا ہے، بے شک اللہ تعالٰی نے تمھیں معاف فرمادیا اور اللہ تعالٰی مومنوں پر احسان فرمانے والا ہے، اور یاد کرو جب تم اُوپر چڑھ رہے تھے اور پیچھے مُڑ کر بھی نہ دیکھتے تھے اور رسول مکرم تمھیں آوازیں دے دے کر بُلا رہے تھے پھر تمھیں غم پر غم نے آلیا الآیۃ (ت)

معالم میں ہے:

قرأ ابوعبدالرحمٰن السلمی وقتادۃ تصعدون بفتح التاء والعین والقراءۃ المعروفۃ بضم التاء وکسرالعین والاصعاد السیر فی الارض والصعود الارتفاع علی الجبال والسطوح وکلتا القراءتین صواب فقد کان یومئذ من المنھزمین مصعد وصاعد[3] اھ باختصار۔

ابوعبدالرحمٰن سلمی اور قتادہ نے اس لفظ تصعدون کے حرف تاء اور عین کو زبر سے پڑھا ہے جبکہ مشہور قراءت تاء کی پیش اور عین کی زیر کے ساتھ ہے پھر وہ اس طور پر ابواب مزید باب افعال سے ہونے کی وجہ سے "اِلاِصْعَاد" سے بنا ہے جس کے معنٰی "زمین میں چلنا" ہے جبکہ پہلے طور پر مجرد ہونے کی وجہ سے لفظ "صعود" سے بنا ہے جس کے معنٰی "اوپر چڑھنا، بلندی پر جانا" ہے خواہ چھتوں پر ہو یا پہاڑوں پر۔ اور دونوں قراءتیں درست اور صحیح ہیں۔ پس اس دن کچھ شکست خوردہ لوگ منہ اٹھائے بھاگے جارہے تھے اور کچھ قریبی پہاڑی پر چڑھ رہے تھے اھ باختصار (ت)

سادسًا جن حکمتوں کی بنا پر حکیم کریم رؤف رحیم علیہ وعلٰی آلہ الصلٰوۃ والتسلیم نے طاعون سے

---

[1] القرآن الکریم ۳/ ۱۵۵ [2] القرآن الکریم ۳/ ۱۵۲

[3] معالم التنزیل علی ہامش الخازن تحت آیۃ ولقد عفا عنکم الخ مصطفٰی البابی الحلبی مصر ۱/ ۴۳۴

فرار حرام فرمایا اُن میں ایک حکمت یہ ہے کہ اگر تندرست بھاگ جائیں گے بیمار ضائع رہ جائیں گے ان کا کوئی تیماردار ہوگا نہ خبرگیراں، پھر جو مریں گے اُن کی تجہیز وتکفین کون کرے گا، جس طرح خود آج کل ہمارے شہر اور گردونواح کے ہنود میں مشہور ہورہا ہے کہ اولاد کو ماں باپ، ماں باپ کو اولاد نے چھوڑکر اپنا رستہ لیا بڑوں بڑوں کی لاشیں مزدوروں نے ٹھیلے پر ڈال کر جہنم پہنچائیں اگر شرع مطہر مسلمانوں کو بھی بھاگنے کا حکم دیتی تو معاذاللہ یہی بےبسی بےکسی ان کے مریضوں میتوں کو بھی گھیرتی جسے شرع قطعاً حرام فرماتی ہے۔

ارشاد الساری شرح صحیح البخاری میں ہے:

(لاتخرجوا فرارا منه) فانه فرار من القدر ولئلا تضيع المرضى لعدم من يتعهدهم والموتى ممن يجهزهم[1]۔

(مقامِ طاعون سے بھاگ کر کہیں باہر نہ جاؤ) کیونکہ یہ تقدیرِ الٰہی سے بھاگنے کے مترادف ہے اور تاکہ بیمار ضائع نہ ہونے پائیں اس لئے کہ اس افراتفری کے باعث مریضوں کی نگہبانی اور حفاظت کے لئے کوئی نہیں ہوگا اور مرنے والوں کی تجہیز وتکفین اور تدفین کے لئے بھی کوئی نہ ہوگا۔ (ت)

اسی طرح زرقانی شرح مؤطا میں ہے[2]۔ عینی شرح بخاری[3] میں بھی اسے نقل کرکے مقرر رکھا۔ ظاہر یہ ہے کہ علت جس طرح غیر شہر کو بھاگ جانے میں ہے یونہی بیرونِ شہر جا پڑنے بلکہ محلۂ مریضان چھوڑکر محلۂ صحیحان میں جابسنے میں بھی تو حق یہ کہ بہ نیت فرار مطلقاً نقل وحرکت حرام ہے نیز یہ علت موجب ہے کہ نہ صرف طاعون بلکہ ہر وبا کا یہی حکم ہے، ولہذا شیخ محقق رحمہ اللہ تعالٰی نے اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ میں فرمایا:

انچہ در احادیث مذکور شدہ و برگریختن ازاں و بیرون رفتن از شہرے کہ واقع شدہ باشد دراں نہی کردہ و وعید نمودہ و تشبیہ بفرار از زحف دادہ بر صبر براں بشہادت حکم کردہ مراد وبا و موت عام و مرض عام ست و مخصوص بانچہ اطبا تعیین

جو کچھ حدیثوں میں ذکر کیا گیا کہ طاعون سے بھاگنا اور شہر سے باہر چلے جانا واقع ہوجائے تو اس سے منع فرمایا گیا اور اس پر عذاب کی دھمکی دی گئی اور اسے جنگ سے بھاگنے کے مترادف قرار دیا گیا اور قدم جما کر وہیں ٹھہرے رہنے پر شہادت کا حکم سنایا گیا لہذا اس سے وبا اور عام موت کا

---

[1] ارشاد الساری شرح البخاری کتاب الطب باب ما یذکر فی الطاعون دار الکتاب العربی بیروت ۸/ ۳۸۵

[2] شرح الزرقانی علی مؤطا امام مالک تحت حدیث ۱۷۲۱ دار المعرفۃ بیروت ۴/ ۲۴۰

[3] عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری کتاب الانبیاء ادارۃ الطباعۃ المنیریۃ بیروت ۱۶/ ۵۹

نمودہ اند نیست ولہذا در احادیث بہ لفظ وبا وموت عام مذکور شدہ واگرچہ بلفظ طاعون نیز واقع شدہ اما مراد معنی وبا ست وغلط کردہ کہ طاعون را بر مصطلح اطبا حمل کردہ ودر غیر آں قرار مباح داشتہ واگر فرضا بر ہمیں معنی محمول باشد فردے از وبا خواہد بود نہ مخصوص بآں وایں قائل آں احادیث را کہ در وے لفظ وبا وموت عام واقع شدہ چہ خواہد گفت۔ نسأل اللہ العافیۃ[1]

ذکر کیا گیا ہے۔ اگرچہ لفظ طاعون بھی وارد ہوا ہے لیکن اس میں بھی وبا کے معنی مراد ہیں۔ لہذا یہ غلطی ہوگئی کہ طاعون کو طبیبوں کی خصوصی اصطلاح پر قیاس کرلیا گیا اس لئے دوسری وبائی امراض سے بھاگنا مباح سمجھا گیا، اگر بالفرض اسی معنی پر بھی کلام کو محمول کیا جائے تو پھر وہ از قسم وبا ہوجائے گا نہ کہ اس معنی کے ساتھ مخصوص۔ لہذا یہ قائل ان حدیثوں کے متعلق کیا کہے گا کہ جن میں لفظ وبا اور موتِ عام کے الفاظ مذکور ہوئے ہیں۔ ہم اللہ تعالٰی سے عافیت کا سوال کرتے ہیں۔ (ت)

فائدہ: امام احمد مسند اور ابن سعد طبقات میں ابو عسیب رضی اللہ تعالٰی عنہ سے بسند صحیح روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اتانی جبرئیل بالحمی والطاعون فامسکت الحمی بالمدینۃ وارسلت الطاعون الی الشام فالطاعون شہادۃ لامتی ورحمۃ لہم ورجس علی الکافرین[2]

میرے پاس جبرئیل امین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم بخار اور طاعون لے کر حاضر ہوئے میں نے بخار مدینہ طیبہ میں رہنے دیا اور طاعون ملک شام کو بھیج دیا، تو طاعون میری اُمت کے لئے شہادت ورحمت اور کافروں پر عذاب ونقمت ہے۔

www.alahazratnetwork.org

صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ کو معلوم تھا کہ طاعون کو ملک شام کا حکم ہوا ہے اور بلاد شام فتح کرنے تھے لہذا صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ جو لشکر ملک شام کو روانہ فرماتے اُس سے دونوں باتوں پر یکساں بیعت و عہد وپیمان لیتے، ایک یہ کہ دشمنوں کے نیزوں سے نہ بھاگنا، دوسرے یہ کہ طاعون سے نہ بھاگنا۔ امام مسدد استاذ امام بخاری ومسلم اپنی مسند میں ابو السفر سے روایت کرتے ہیں:

قال کان ابوبکر رضی اللہ تعالٰی عنہ اذا بعث الی الشام بایعھم علی

ابو السفر نے کہا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ جب کوئی لشکر ملک شام روانہ فرماتے تو ان سے

---

[1] اشعۃ اللمعات کتاب الجنائز باب عیادۃ المریض الفصل الاول مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/ ۳۸-۶۳۷

[2] مسند امام احمد عن ابی عسیب رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۵/ ۸۱

الطعن والطاعون[1] یہ بیعت (عہد وپیمان) لیتے کہ ایک تو دشمن کے نزدیک سے نہ بھاگنا دوسرے مقامِ طاعون سے نہ بھاگنا۔ (ت)

یہاں سے خوب ثابت وظاہر ہُوا کہ مسلمانوں کو فرار عن الطاعون کی ترغیب دینے والا ان کا خیر خواہ نہیں بدخواہ ہے اور طبیبوں ڈاکٹروں کا اس میں صبر واستقلال سے منع کرنا خیر وصلاح کے خلاف باطل راہ ہے، اللہ عزوجل نے رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو سارے جہاں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا اور مسلمانوں پر بالتخصیص رؤف رحیم بنایا اور صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ کے لئے ارحم امتی بامتی ابوبکر[2] (میری امت میں میری اُمت کے ساتھ سب سے بڑے مہربان ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالٰی عنہ) ہیں۔ ت) حدیث میں آیا یعنی جو رافت ورحمت میری اُمت کے حال پر ابوبکر کو ہے اتنی تمام امت میں کسی کو نہیں، اگر طاعون سے بھاگنے میں بھلائی اور ٹھہرنے میں بُرائی ہوتی تو رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کہ اپنی اُمت پر ماں باپ سے زیادہ مہربان ہیں کیوں ٹھہرنے کی ترغیب دیتے اور بھاگنے سے اس قدر تاکید شدید کے ساتھ منع فرماتے اور صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ کہ تمام امت میں سب سے بڑھ کر خیر خواہِ امت ہیں کیوں اس سے بھاگنے کا عہد وپیمان لیتے، معلوم ہُوا کہ طاعون سے بھاگنے کی ترغیب دینے والے ہی حقیقۃً امت کے بدخواہ اور الٹی مت سمجھانے والے ہیں والعیاذ باللہ تعالٰی، جیسے کوئی بدعقل بے تمیز کج فہم عورت پڑھنے کی محنت استاذ کی شدت دیکھ کر اپنے بچے کو مکتب سے بھاگ آنے کی ترغیب دے وہ اپنے خیال باطل میں اُسے محبت سمجھتی ہے حالانکہ صریح دشمنی ہے ؎

دوستی بیخرداں دشمنی ست

(بیوقوفوں کی دوستی درحقیقت دشمنی ہوتی ہے۔ ت)

بدنصیب وُہ بچہ کہ اس کے کہنے میں آجائے اور مہربان باپ کی تاکید وتہدید خیال میں نہ لائے بلکہ انصافاً یہ حالت اس مثال سے بھی بدتر ہے مکتب میں پڑھنے کی محنت سبھی پر ہوتی ہے اور شدت بھی غالب واکثری ہے اور جہاں طاعون پھوٹے وہاں سب یا اکثر کا مبتلا ہونا کچھ ضرور نہیں بلکہ باذنہ تعالٰی محفوظ ہی رہنے والوں کا شمار زائد ہوتا ہے ولہذا آگ اور زلزلے پر اس کا قیاس باطل ولاتلقوا بایدیکم الی التھلکۃ[3] (لوگو! اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ پڑو۔ ت) کے نیچے سمجھنا محض وسوسہ ہے کہ اُن میں ہلاک غالب ہے جیسا کہ کلام حضرت

---

[1] مسند امام احمد عن انس رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۳/ ۲۸۱

[2] القرآن الکریم ۲/ ۱۹۵

شیخ محقق قدس سرہٗ سے گزرا اور سچا بلاک تو یہ ہے کہ مصطفٰے صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ارشاد اقدس کو کہ عین رحمت وخیر خواہی امت ہے معاذ اللہ مضرت رساں خیال کیا جائے اور اس کے مقابل طبیبوں اور ڈاکٹروں کی بات کو اپنے لئے نافع سمجھا جائے۔ ع

ببیں کہ از کہ بریدی و با کہ پیوستی

(دیکھو تو سہی کہ تم نے کس سے رشتہ کاٹا اور کس سے رشتہ جوڑا اور ملایا۔ ت)

ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم (کسی کی کوئی طاقت اور قوت نہیں مگر اللہ تعالٰی کی عطاء و بخشش سے ہے جو بلند مرتبہ اور عظیم الشان ہے۔ ت) ولہذا سلف صالح کا داب یہی رہا کہ طاعون میں صبر واستقلال سے کام لیتے، امام ابوعمر بن عبدالبر فرماتے ہیں:

لم یبلغنی عن احد من حملۃ العلم انہ فر منہ الا ماذکر المدائنی ان علی بن زید بن جدعان ھرب منہ الی السیالۃ فکان یجمع کل جمعۃ ویرجع اذا جمع صاحوا بہ فر من الطاعون فطعن فمات بالسیالۃ۔[1]

یعنی مجھے کسی کی نسبت یہ روایت نہ پہنچی کہ وہ طاعون سے بھاگا ہو مگر وہ جو مدائنی نے ذکر کیا کہ علی بن زید بن جدعان طاعون میں شہر سے بھاگ کر سیالہ کو چلے گئے تھے ہر جمعہ کو شہر میں آکر نماز پڑھتے اور پلٹ جاتے جب پلٹتے لوگ شور مچاتے طاعون سے بھاگا ہے آخر سیالہ میں طاعون ہی میں مبتلا ہو کر مرے۔

www.alahazratnetwork.org

یہ علی بن زید کچھ ایسے مستند علما سے نہ تھے امام سفیٰن بن عیینہ وامام حماد بن زید وامام احمد بن حنبل وامام یحیٰی بن معین وامام بخاری وامام ابوحاتم وامام ابن خزیمہ وامام عجلی وامام دارقطنی وغیرہم عامہ ائمہ جرح و تعدیل نے ان کی تضعیف کی اور مذہب کے بھی کچھ ٹھیک نہ تھے، عجلی نے کہا شیعی تھا بلکہ امام یزید بن زریع سے مروی ہوا رافضی تھا، پھر اس کا یہ فعل زمانہ سلامت عقل وصحت حواس کا بھی نہ تھا، آخر عمر میں عقل صحیح نہ رہی تھی، امام شعبہ بن الحجاج نے فرمایا: حدثنا علی قبل ان یختلط[2] (ہم سے علی بن زید نے زمانہ اختلاط عقل سے پہلے بیان کیا ہے۔ ت) فسوی نے کہا: اختلط فی کبرہ[3] (اس کو بڑھاپے میں اختلاط ہوگیا تھا۔ ت) پھر ہر جمعہ کو نماز کے لئے شہر یعنی بصرہ میں آنا اور نماز پڑھ کر پلٹ جانا دلیل واضح ہے

---

[1] التمہید لابن عبدالبر عبداللہ بن عامر بن ربیعۃ رقم ۱ المکتبۃ القدوسیہ لاہور ۲/ ۱۵-۲۱۴

[2] میزان الاعتدال ترجمہ علی بن زید ۵۸۴۴ دارالمعرفۃ بیروت ۳/ ۱۲۷

[3] " " " " " " " ۳/ ۱۲۸

کہ سبالہ کوئی ایسی ہی قریب جگہ بصرہ سے تھی علی بن زید کا انتقال ۱۳۱ھ میں ہے وہ زمانہ تابعین کا تھا، تو ثابت ہوا کہ مضافاتِ شہر میں چلا جانا بھی اسی فرار حرام میں داخل ہے جس پر یہ شخص تمام شہر میں مطعون و انگشت نما ہوا ہر جمعہ کو اس کے پلٹتے وقت اہل شہر میں کہ تابعین و تبع تابعین ہی تھے غُل پڑ جاتا کہ وہ طاعون سے بھاگا۔ والعیاذ باللہ تعالٰی۔

تنبیہ نبیہ: جس طرح طاعون سے بھاگنا حرام ہے اور اُس کے لئے وہاں جانا بھی ناجائز و گناہ ہے، احادیث صحیحہ میں دونوں سے ممانعت فرمائی، پہلے میں تقدیر الٰہی سے بھاگنا ہے تو دوسرے میں بلائے الٰہی سے مقابلہ کرنا ہے اور اس کے لئے اظہارِ توکل کا عذر محض سفاہت۔ توکل معارضۂ اسباب کا نام نہیں۔ امام اجل ابن دقیق العید رحمہ اللہ تعالٰی فرماتے ہیں:

الاقدام علیہ تعرض للبلاء ولعلہ لایصبر علیہ وربما کان فیہ ضرب من الدعوی لمقام الصبر او التوکل فمنع ذٰلک لاغتراس النفس ودعوٰھا ما لاتثبت علیہ عند التحقیق[1]

اس پر اقدام کرنا اپنے آپ کو مصیبت اور بلا پر پیش کرنا ہے اور وہ اس پر صبر نہ کر سکے گا اور کبھی اس میں ایک قسم کی شانِ دعوٰی پیدا ہوجاتی ہے صبر اور توکل کے مقام کی، پس اس لئے اس سے روک دیا گیا فریبِ نفس سے بچاؤ کی خاطر اور نفس کے دعووں سے بچاؤ کی خاطر کہ جس پر درحقیقت کوئی استقرار اور ثبات نہیں۔ (ت)

اس قدر کی ممانعت میں ہرگز گنجائشِ سخن نہیں، اب رہا یہ کہ جب طاعون سے بھاگنے یا اس کے مقابلہ کی نیت نہ ہو تو شہر طاعونی سے نکلنا یا دوسری جگہ سے اس میں جانا فی نفسہٖ کیسا ہے، اس میں ہمارے علماء کی تحقیق یہ ہے کہ بجائے خود حرام نہیں مگر نظر بہ پیش بینی یہاں دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ انسان کامل الایمان ہے لن یصیبنا الا ما کتب اللہ لنا[2] (ہمیں ہرگز کچھ نہیں پہنچ سکتا سوائے اس کے جو اللہ تعالٰی نے ہمارے لئے لکھ دیا ہے۔ ت) کی بشاشت و نورانیت اس کے دل کے اندر سرایت کئے ہوئے ہے اگر طاعونی شہر میں کسی کام کو جائے اور مبتلا ہوجائے تو اُسے یہ پشیمانی عارض نہ ہوگی کہ ناحق آیا کہ بلا نے لے لیا یا کسی کام کو باہر جائے تو یہ خیال نہ کرے گا کہ خوب ہوا کہ اس بلا سے نکل آیا، خلاصہ یہ کہ اس کا آنا جانا بالکل ایسا ہو جیسا طاعون نہ ہونے کے زمانہ میں ہوتا تو اسے خالص اجازت ہے

---

[1] شرح الزرقانی علی موطا الامام مالک باب ما جاء فی الطاعون تحت حدیث ۱۷۲۰ دار المعرفۃ بیروت ۴/ ۲۳۸

[2] القرآن الکریم ۹/ ۵۱

اپنے کاموں کو آئے جائے جو چاہے کرے کہ نہ فی الحال نیت فاسدہ ہے نہ آئندہ فساد فکر کا اندیشہ ہے اور جو ایسا نہ ہو اسے مکروہ ہے کہ اگرچہ فی الحال نیت فاسدہ نہیں کہ حکم حرمت ہو مگر آئندہ فساد پیدا ہونے کا اندیشہ ہے لہذا کراہت ہے وہ حدیثیں جن میں خود شہر طاعونی سے نکلنے اور اُس میں جانے کی ممانعت مروی ہُوئی جیسے ایک روایت حدیث اسامہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کے الفاظ :

اذا سمعتم بالطاعون بارض فلا تدخلوھا واذا وقع بارض وانتم بھا فلا تخرجوا منھا رواہ الشیخان[1]۔

جب کسی سرزمین میں طاعون واقع ہوجائے تو وہاں نہ جاؤ اور اگر طاعون پھوٹ پڑنے والی جگہ تم موجود ہو تو پھر وہاں سے نہ نکلو۔ بخاری و مسلم نے اسے روایت کیا ہے۔ (ت)

یا ایک روایت حدیث عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالٰی عنہ کے لفظ :

فاذا سمعتم بہ فی ارض فلا تدخلوھا رواہ الطبرانی فی الکبیر[2]۔

اگر کسی جگہ طاعون کے ظاہر ہونے کے متعلق سنو تو پھر وہاں ہرگز نہ جاؤ۔ امام طبرانی نے معجم کبیر میں اسے روایت کیا ہے۔ (ت)

www.alahazratnetwork.org

یا حدیث عکرمہ بن خالد المخزومی عن ابیہ وعمہ عن جدہ رضی اللہ تعالٰی عنہ :

اذا وقع الطاعون فی ارض وانتم بھا فلا تخرجوا منھا وان کنتم بغیرھا فلا تقدموا علیھا رواہ احمد والطحاوی والطبرانی والبغوی وابن قانع[3]۔

جب کسی خطۂ زمین پر طاعون پھیل جائے اور تم پہلے سے وہاں اقامت پذیر ہو تو پھر وہاں سے نہ نکلو، اور اگر تم کسی دوسری جگہ ہو تو مقامِ طاعون پر نہ جاؤ۔ امام احمد، طحاوی، طبرانی، بغوی اور ابن قانع نے اسے روایت کیا ہے۔ (ت)

یہ اگر اپنے اطلاق پر رکھی جائیں یعنی نیت فرار و مقابلہ سے مقید نہ کی جائیں

بناء علی ما حقق الامام ابن الھمام

اس بنا پر کہ شیخ محقق امام ابن ہمام نے یہ تحقیق

---

[1] صحیح البخاری کتاب الطب باب ما یذکر فی الطاعون قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۸۵۳
صحیح مسلم کتاب السلام باب الطاعون والطیرۃ " " " ۲/ ۲۲۸

[2] المعجم الکبیر حدیث ۲۶۸ و ۲۶۹ و ۲۷۲ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۱/ ۱۳۰ و ۱۳۱

[3] شرح معانی الآثار کتاب الکراھۃ باب الاجتناب من ذی الطاعون ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/ ۴۱۵
المعجم الکبیر حدیث ۲۱ ۱۸/ ۱۵ وکنز العمال حدیث ۲۸۴۲۱ ۱۰/ ۸۲ ومسند احمد بن حنبل ۳/ ۴۱۶

ان المطلق لا یحمل علی المقید وان اتحد الحکم والحادثۃ مالم تدع الیہ ضرورۃ کما فی الفتح[1]۔

فرمائی ہے کہ حکم مطلق کسی مقید پر محمول نہیں کیا جائیگا اگرچہ حکم اور حادثہ ایک ہوں جب تک کہ کوئی ضرورت داعی نہ ہو جیسا کہ فتح القدیر میں ہے۔ (ت)

تو ان کا محل یہی صورت کراہت ہے جو ابھی مذکور ہوئی اور اطلاق اس بناء پر کہ اکثر لوگ اسی قسم کے ہوتے ہیں اور احکام کی بناء کثیر و غالب پر ہے۔ درمختار میں ہے:

اذا خرج من بلدۃ بہا الطاعون فان علم ان کل شئ بقدر اللہ تعالٰی فلا بأس بان یخرج ویدخل وان کان عندہ انہ لو خرج نجا ولو دخل ابتلی بہ کرہ لہ ذٰلک فلا یدخل ولا یخرج صیانۃ لاعتقادہ وعلیہ حمل النہی فی الحدیث الشریف۔ مجمع الفتاوٰی[2]۔

جب کوئی کسی ایسے شہر سے نکلے جہاں طاعون پھیلا ہوا ہو اگر وہ جانتا اور پختہ یقین رکھتا ہو کہ ہر چیز اللہ تعالٰی کی قضاء و قدر سے وقوع پذیر ہوتی ہے تو اس کی آمد و رفت، دخول و خروج میں کوئی حرج نہیں اور اگر اس کے خیال میں یہ ہو کہ اگر یہاں سے باہر چلا گیا تو بچ جاؤں گا اور یہاں سے نہ نکلا تو مرض میں مبتلا ہو جاؤں گا تو ایسے شخص کے لئے نقل و حرکت مکروہ ہے لہذا نہ مقام طاعون پر جائے اور نہ مقام طاعون سے نکلے اپنے اعتقاد کو بچانے اور محفوظ رکھنے کے لئے۔ پس اسی پر حدیث شریف کی نہی محمول ہے اھ (ت)

اسی طرح فتاوٰی ظہیریہ میں ہے وتمام تحقیقہ فی ما علقناہ علی رد المحتار (اس کی پوری تحقیق ہم نے رد المحتار (فتاوٰی شامی) کے حواشی پر چڑھا دی ہے۔ ت) واللہ تعالٰی اعلم۔

رسالہ

تیسر الماعون للسکن فی الطاعون

ختم ہوا

---

[1] فتح القدیر باب الظہار فصل فی الکفارۃ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۴/ ۱۰۸

[2] درمختار مسائل شتی قبیل کتاب الفرائض مطبع مجتبائی دہلی ۲/ ۳۵۱